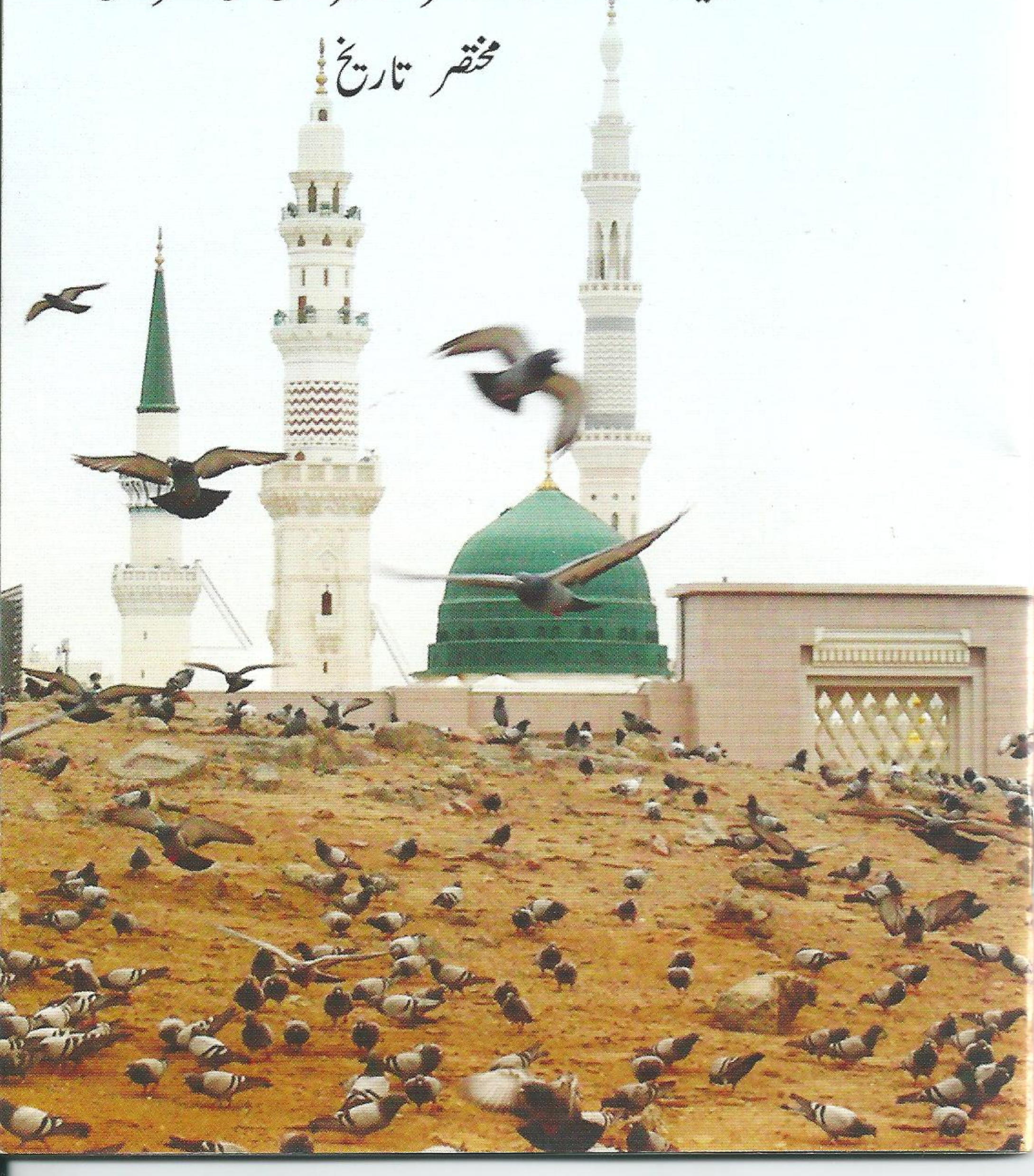
أوردو

سلسلة معالم المدينة المنورة

تاریخ بقیع الغرقد

مدینہ منورہ کے مشہور و معروف قبرستان بقیع الغرقد کی

مختصر تاریخ




محمد رسول الله

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا و حبيبنا وشفيعنا محمد سيد الأولين والآخرين وعلى آله وصحبه اجمعين

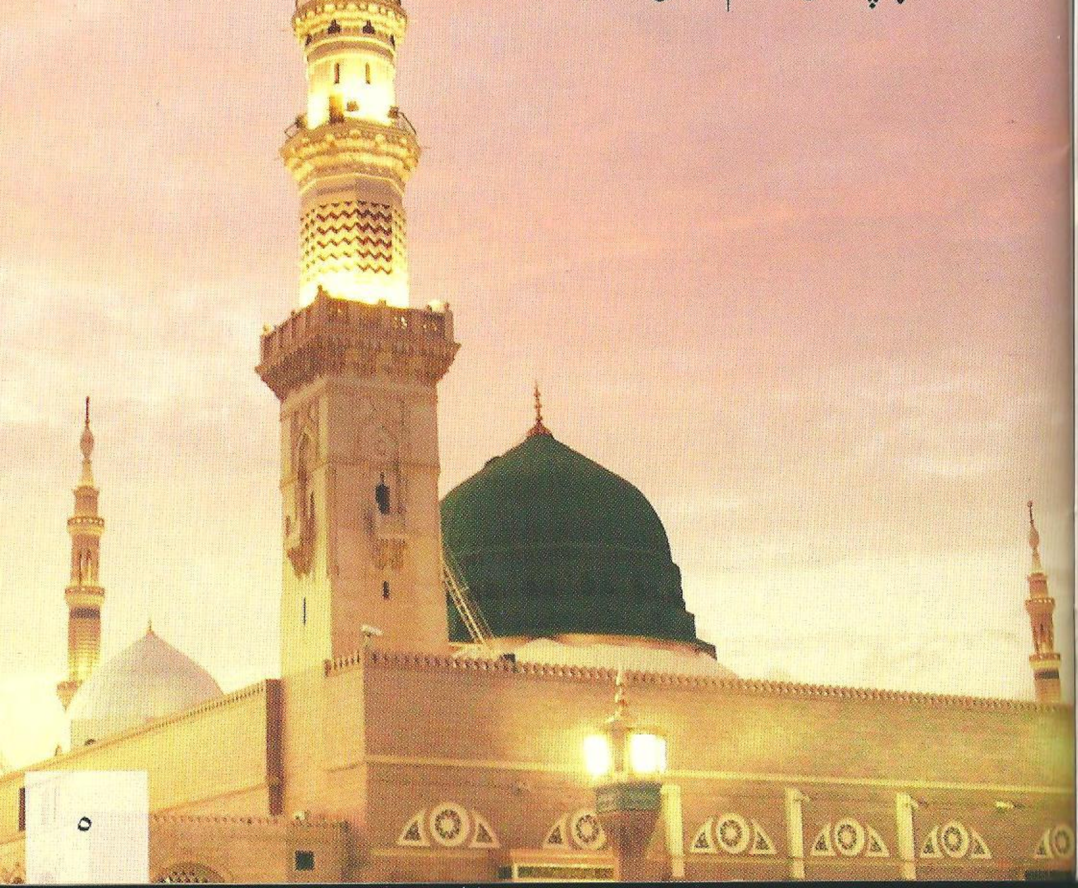
امابعد! مدینہ منورہ دنیا کے قدم ترین شہروں میں سے ایک شہر ہے، جس قدامت کی جڑیں نہایت عمیق وگہری ہیں، طوفان نوح کے بعد سے لے کر ہمارے اِس دور تک اس شہر کے دامن میں بہت سی اقوام اور بہت سی جنسیات کے لوگوں نے زندگی کے لمحات گزارے ہیں۔

سنہ۶۲۲م میں اس شہر کی تقدیر میں ایک عظیم انقلاب لکھا تھا وہ یہ کہ اس شہر نے ایمان وعقیدہ کی دنیا میں ہونے والے عظیم انقلاب کے لئے اپنے دامن کو پھیلا دیا، یعنی اس شہر مبارک کی قسمت ایسی چمکی کہ پہلے اسلامی معاشرہ کی داغ بیل اسی شہر میں پڑی، جس کے بعد سے یہ شہر مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ، اور ان کے عشق ومحبت کا ایسا مسکن بن گیا، کہ اہل ایمان شوق وذوق سے اس شہر کی زیارت ،اس شہر میں موجود مسجد نبوی شریف میں نماز اور سید الخلق ﷺ پر درود وسلام کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

اس شہر کے اسلامی مرکز بن جانے کے بعد تاریخ کے ہر دور میں اہل قلم نے اس شہر کی تاریخ پر خوب خوب قلم اٹھایا ہے، اور اہتمام کے ساتھ اس کے فضائل، اس میں پائے جانے والے تاریخی معالم وآثار ،قدیم مساجد اور عہد نبوی کے اہم نشانات ونقوش کو مفصل بیان کیا ہے۔

ہماری یہ چھوٹی سی کتاب اس عظیم شہر پر لکھی جانے والی بہت سی کتابوں ہی کی ایک کڑی ہے، جس میں ہم نے بقیع قبرستان کی تاریخ، اس کے فضائل، اس پر گزرنے والے توسیعی مراحل پر روشنی ڈالی ہے، نیز یہ کہ اس قبرستان کی زیارت کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔

اللہ تعالی ہمارے اس عمل کو خالص اپنی رضا کا سبب بنائے، اور ہمیں وتمام مسلمین کو اپنی طاعت اور اپنے نبی ﷺ کی اتباع کی توفیق نصیب فرمائے ۔ آمین .درود وسلام ہو ہمارے سردار آنحضرت ﷺ پر، اور آپ کے تمام آل وا صحاب پر رضی اللہ عنہم اجمعین۔



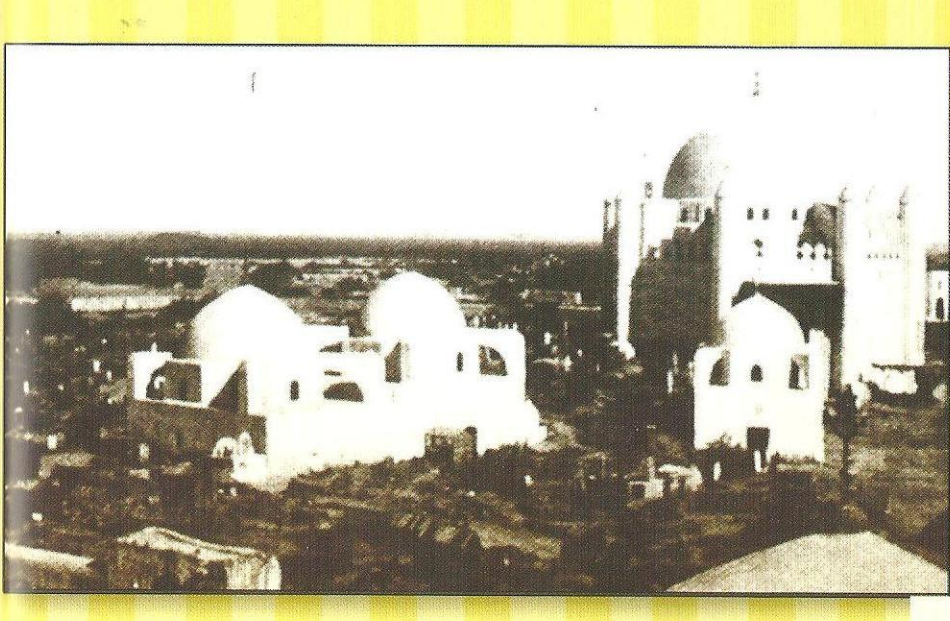
بقیع کا تعارف:

عربی میں بقیع ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں مختلف قسم کے جنگلی درخت اور جھاڑ جھنکاڑ پائے جاتے ہوں، بقیع غرقد کی وجہ تسمیہ یہی ہے، کہ یہاں ایک کانٹے دار غرقد نامی درخت کی کثرت تھی جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام بقیع غرقد پڑ گیا، (۱)

(عوسج کے بڑے درخت کو غرقد کہا جاتا ہے) (عوسج کانٹے دار درخت کو کہتے ہیں)،

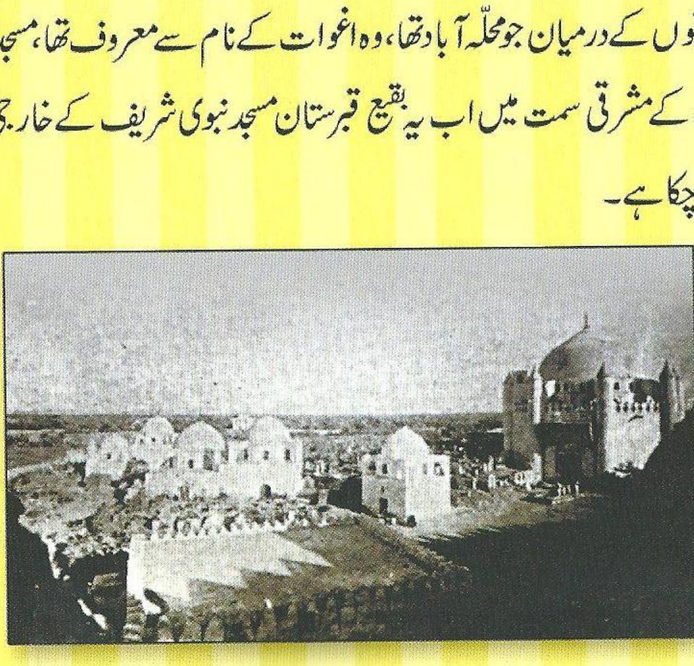
اب یہ درخت تو ختم ہو گئے مگر نام باقی ہے، اس وقت یہ اہل مدینہ منورہ کا قبرستان ہے.

(۱) (اس جگہ کے علاوہ بھی مدینہ منورہ میں بعض بقیع نامی مقامات پائے جاتے تھے، منجملہ ان کے "بقیع خجبہ"، جہاں خجبہ نامی درخت کی کثرت تھی، بقیع بطحان، جو وادی بطحان کی سے منسوب ہے، بقیع الخیل، اس جگہ پر قدیم زمانہ میں اہل مدینہ کا بازار لگتا تھا، بقیع المصلی، بقیع الخضمات، وغیرہ وغیرہ، لیکن جب مطلقاً بقیع کہا جائے گا تو اس سے مراد اہل مدینہ کا قبرستان بقیع غرقد ہی ہوگا)



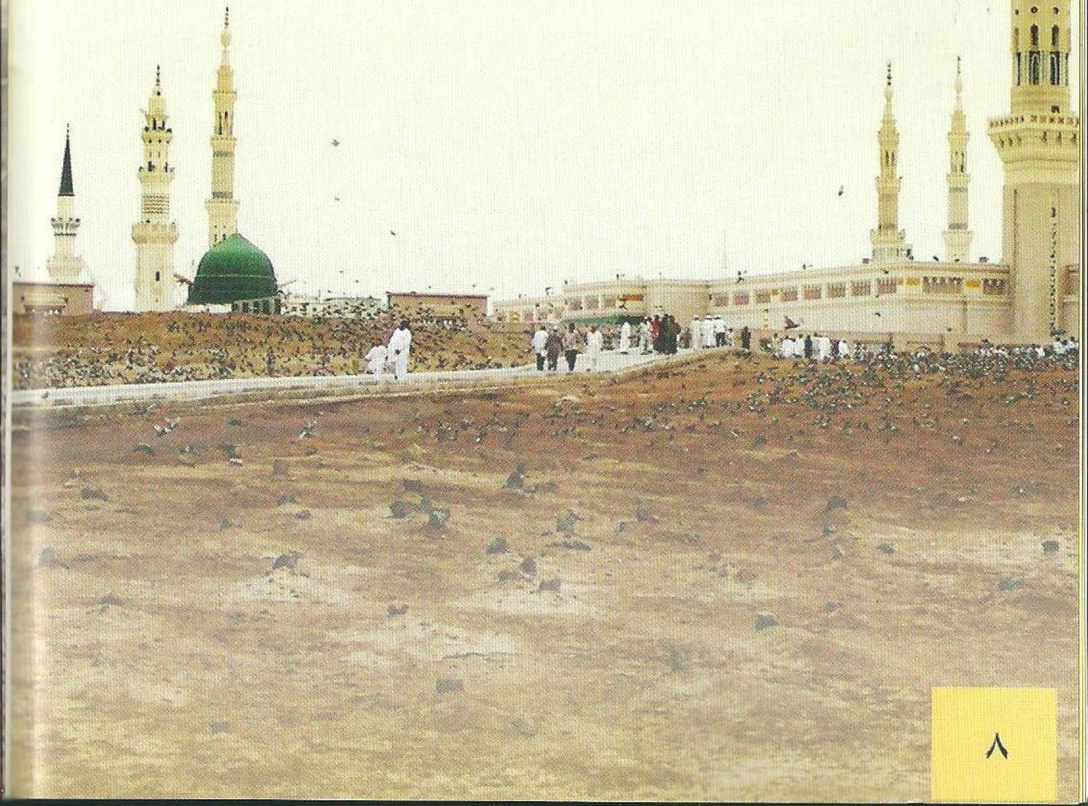
بقیع کی تاریخ پر ایک نظر:

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ بقیع اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں جنگلی پیڑ پودے بکثرت پائے جاتے ہوں، اور چونکہ بقیع قبرستان کی جگہ میں پہلے جھار جھنکاڑ اور کانٹے عوسج یعنی غرقد کے پیڑ بکثرت تھے اس لئے اس قبرستان کا نام بھی بقیع غرقد پڑ گیا، اس کا محل وقوع یہ ہے کہ یہ قبرستان مدینہ منورہ کی آبادی سے باہر مسجد نبوی شریف کے مشرقی سمت میں واقع ہے، اس کے اردگرد مکانات اور باغات تھے، اور تیسری صدی میں جو مدینہ منورہ کی فصیلی دیوار تعمیر ہوئی اس سے یہ ملا ہوا تھا، اس فصیل کی تجدیدات متعدد بار ہوئی ہے، جن میں آخری تجدید عثمانی ترکی دور میں سلطان سلیمان قانونی کے زمانہ میں ہوئی، پھر اس ملک میں امن وقائم ہو جانے کے بعد اس فصیلی دیوار کو منہدم کر دیا گیا، پھر مسجد نبوی شریف کی آخری توسیع میں اس قبرستان اور مسجد نبوی شریف کے درمیان جو مکانات تھے ان سب کو منہدم کر دیا گیا ، ان دونوں کے درمیان جو محلّہ آباد تھا، وہ اغوات کے نام سے معروف تھا، مسجد نبوی شریف کے مشرقی سمت میں اب یہ بقیع قبرستان مسجد نبوی شریف کے خارجی صحن سے مل چکا ہے۔



آنخضرت ﷺ اور حضرات مہاجرینؓ نے جب مدینہ منورہ کو ہجرت کر کے اس شہر کو اپنا مسکن ووطن بنایا، تو اس شہر مبارک میں مزید تعمیری وتمدنی ترقی ہونے لگی ،اس وقت آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ کوئی مناسب جگہ مسلمانوں کی اموات کی تدفین کے لئے متعین ہو جائے ،اسی مقصد کے پیش نظر آپ ﷺ اس (بقیع کی) جگہ تشریف لائے ،تو ارشاد فرمایا: مجھے اس جگہ (یعنی بقیع) کا حکم (قبرستان کے لئے)دیا گیا ہے۔ (مستدرک امام حاکم ۱۹۳/۱۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو اس (بقیع کی) جگہ مسلمانوں کا قبرستان بنانے کا حکم فرمایا تھا، اور یہیں سے اس جگہ یعنی بقیع قبرستان کی فضیلت کی ابتدا ہوتی ہے۔



سنہ ۲ھ میں غزوۂ بدر کے بعد حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (۱) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بقیع میں دفن کرنے کا حکم فرمایا (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر پر تشریف لائے اور ایک پتھر طلب فرمایا، اور اس پتھر کو قبر پر رکھ دیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس فعل کا سبب دریافت کیا تو فرمایا: یہ پتھر میرے بھائی (یعنی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ) کی قبر کی پہچان ہے، تاکہ میرے گھر والوں میں سے جو بھی وفات پائے اس کو ان کے نزدیک ہی دفن کروں۔ (اخرجہ ابوداود فی سننہ ۹/۴۱۷، والبیہقی فی سننہ ۲/۳۲۲)

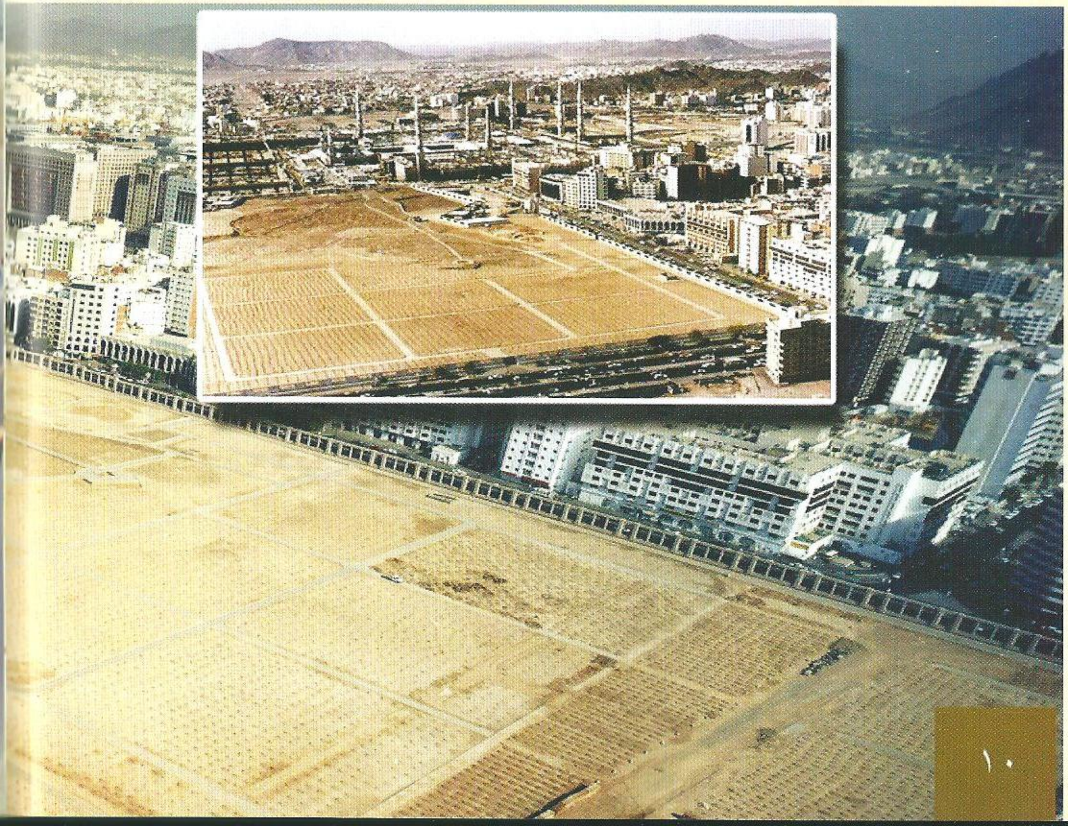
(۱) حضرت عثمان بن مظعون بن حبیب قرشی جمحی کنیت ابو السائب، مشہور صحابی ہیں، آپ کا شمار اجل صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہے، آپ ایسے طبیعت کے نیک تھے کہ زمانہ جاہلیت یا زمانۂ اسلام میں بھی آپ نے کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا، آپ تیرہ افراد کے بعد اسلام میں داخل ہوئے، اور دو ہجرتوں کے شرف سے مشرف ہوئے، غزوۂ بدر میں آپ نے حصہ لیا، اس کے چھ ماہ بعد آپ کی وفات کا سانحہ پیش آیا، مہاجرین میں سب سے پہلے مدینہ منورہ میں وفات پانے والے آپ رضی اللہ عنہ ہی ہیں، آپ کے وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان جگہ کا بوسہ لیا، اور فرمایا: ہمارے پیش رو میں عثمان بہت اچھے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کی قبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پتھر کی نشانی رکھی تاکہ قبر کی زیارت کریں، اور جو بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے وفات پائے اس کو ان کی قبر کے نزدیک دفن کریں. تفصیل کے لئے دیکھئے : الاستیعات لابن عبد البر ۱/۳۲۴، والاصابۃ لابن حجر ۲:۲۴۰)

(۲) علماء ومؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ بقیع میں سب سے پہلے کس کی تدفین ہوئی، جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون مہاجری رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے دفن کیا گیا، اور آپ کی تدفین کے بعد یہ مشہور ہوا کہ یہ مقبرہ مسلمانوں کے لئے ہے، جب کہ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ پہلے صحابی ہیں جو اس میں مدفون ہوئے، دونوں اقوال میں جمع وتطبیق اس طرح ممکن ہے کہ انصار

پھر یہ ہوا کہ مسلمانوں میں جس کسی کا انتقال ہوتا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دریافت کرتے یارسول اللہ ! کہاں دفن کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہمارے پیش رو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پاس ۔ (اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۱۹۳/۱۱، والطبرانی فی المعجم الکبیر ۴۳۵/۱۰)

اس طرح یہ بقیع نامی مقام مسلمانوں کا مقبرہ ہوگیا، مرورایام اور زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس مقبرہ میں دفن ہونے والے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا، چنانچہ کتب احادیث اور تاریخ وسیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اس قبرستان میں دس ہزار سے زیادہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدفون ہیں، ان کے علاوہ تابعین اور علماء وصلحاء اور عامۃ المسلمین جو اس قبرستان کا پیوند خاک بنے ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں جب فتنہ کی



آگ اٹھی، اور آپ ؓ کو شہید کیا گیا تو آپ ؓ کو بقیع قبرستان میں دفن نہ کیا جاسکا بلکہ بقیع سے خارج مشرقی سمت میں حوش کوکب (۱) نامی جگہ پر آپ ؓ کی تدفین عمل میں آئی۔

میں سے حضرت اسعد بن زرارہ ؓ پہلے دفن ہوئے ہوں، اور مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن مظعون ؓ پہلے مدفون ہوئے ہوں، اور ظاہر یہی کہ قبرستان میں سب سے پہلے جن کو بقیع میں دفن کیا گیا وہ حضرت اسعد بن زرارہ ؓ ہیں، اس لئے کہ ان کی وفات ہجرت نبوی کے ۹ ر مہینہ بعد ہوئی ہے، جب کہ حضرت عثمان بن مظعون ؓ کی وفات غزوۂ بدر کے بعد ہونا مسلم ہے. دیکھئے تحقیق النصرۃ للمراغی ۱/۴۴، ووفاء الوفاء للسمہودی ۱/۳۲۲)

(۱) حوش کوکب نامی یہ بقیع کے مشرق میں ایک باغ تھا جس کو حضرت عثمان ؓ نے خرید اتھا، جب آپ کی شہادت ہوگئی تو آپ کو اسی میں دفنایا گیا. دیکھیئے لسان العرب لابن منظور، مادہ حشش، والنہایۃ فی غریب الحدیث: ۱/۹۶۹، ومعجم البلدان ۲/۲۶۲)



حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو آپ نے اس باغ کو جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدفون تھے بقیع قبرستان میں داخل فرمایا، اس طرح اس مقبرہ کی یہ پہلی توسیع شمار ہوتی ہے، اس کے بعد بقیع قبرستان عرصۂ دراز تک اسی طرح رہا، تاریخ وسیر کی تمام کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کے کسی دور میں اس میں کوئی توسیع نہیں ہوئی یہاں تک دوسرا سعودی دور آیا جس میں بادشاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ نے سنہ ۱۳۷۳ھ ''بقیع عمات،، کو بقیع میں شامل کرنے کا حکم نامہ جاری کیا، یہ بقیع عمات ''یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپیوں کا مقبرہ،، عام بقیع قبرستان کے شمال میں تھا، اور ان دونوں کے درمیان حد فاصل ایک راستہ تھا مشرق سے آکر حرہ شرقیہ جانے والے راستہ (موجودہ طریق ملک عبدالعزیز) سے مل جاتا تھا، عمات البقیع کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو پھوپیاں یعنی حضرت صفیہ اور حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالی عنہما کی قبریں تھیں۔

بقیع عمات کے علاوہ اس کے مشرق میں ایک تکونہ جگہ تھی جو میونسپلٹی کے زیر انتظام تھی اس کو بھی بقیع میں شامل کردیا گیا، اس طرح بقیع قبرستان میں شامل ہونے والے رقبہ کی پیائش ۵۹۲۹ مربع میٹر ہوگئی، اس توسیع کے بعد بقیع میں داخل ہونے کے لئے شمالی سمت میں دو دروازے کھولے گئے، جب کہ مغربی جانب میں دو دروازے پہلے سے ہی تھے، اس طرح بقیع کے چار دروازے ہوگئے۔

سنہ ۱۳۹۰ھ بقیع قبرستان کو سمنٹیڈ پختہ دیوار سے گھیر دیا گیا، قبرستان کے اندر بھی پکی گزرگاہیں بنادی گئیں تاکہ بارش کے موسم میں بھی بقیع میں آمد ورفت اور



تدفین کا عمل آسانی سے ہو سکے۔

سنہ ۱۴۰۳ھ میں خادم الحرمین شریفین شاہ فہد بن عبد العزیزؒ نے اہل مدینہ کی بڑھتی ہوئی آبادی اور زائرین کی کثرت کے پیش نظر بقیع کی توسیع کا حکمنامہ جاری کیا، یہ توسیع صرف مشرق اور جنوب کی سمت تھی، اس توسیع کے بعد بقیع کا کل رقبہ ۱۷۴۹۶۲ مربع میٹر ہو گیا، اسی توسیع میں بقیع کے چاروں طرف ایسی مضبوط دیوار کی تعمیر ہوئی جس کی ماضی میں نظیر نہیں، اس کی بلندی چار میٹر اور اس کا طول ۱۷۲۴ میٹر رکھا گیا، دیوار کو خوبصورت بنایا گیا اس طرح کہ اس حصے کمان کی شکل نما، اور درمیان دیوار کالے رنگ کی جالی لگائی گئی، مغربی سمت میں ایک صدر دروازہ کھولا گیا تا کہ زائرین اور اموات کی تدفین میں سہولت ہو سکے، مزید یہ کہ بقیع ہی میں اموات کے غسل وکفن اور جنازے کی مکمل تیاری کا نظام رکھا گیا جس کی وجہ سے بہت کم وقت میں اموات کو غسل وکفن دیا جانے لگا۔ اللہ تعالی جزائے خیر دے جس نے اس کار خیر کا منصوبہ پیش کیا اور جنہوں نے اس کو نافذ کیا۔

بقیع قبرستان کے فضائل:

متعدد احادیث میں مدینہ منورہ میں انتقال ہونے اور بقیع میں دفن کی فضیلت وارد ہوئی ہیں، ان میں سے اہم فضائل ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

۱۔ مدینہ منورہ میں انتقال ہونے والی کو روزِ قیامت آنخضرت ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس سے ہو سکے کہ اس کا انتقال مدینہ میں ہو تو وہ مدینہ میں مرنے کی سعی کرے، اس لئے کہ جس کی مدینہ میں وفات ہوگی میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (اخرجہ الترمذی فی سننہ، باب فضل المدینۃ ۸۴/۱۴. واحمد فی مسندہ ۳۹۸/۱۲)

۲۔ اہل بقیع کو آنخضرت ﷺ کی دعا واستغفار کی سعادت حاصل ہوئی چنانچہ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی جب بھی میری رات کی باری ہوتی تو رات کے آخری حصہ میں بقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے: **السلام عليكم دار قوم مؤمنين واتاكم ما توعدون ، غدا مؤجلون ، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ، اللهم اغفر لأهل بقيع الغرقد** .(اخرجہ مسلم، باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لأہلہا ۸۴/۲)



ترجمہ: سلامتی ہو تم پر مؤمنین کی جماعت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا ہو کر رہا ، اور تمہاری (جزا) کل تک کے لئے مؤخر کر دی گئی ، اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے آ کر ملیں گے ، اے اللہ ! اہل بقیع کی مغفرت فرما.

۳۔ مدینہ منورہ میں جس کی وفات ہوگی وہ روزِ قیامت آمنین میں سے ہوگا۔

جیسا کہ آنخضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''جس کی حرمین میں سے کسی حرم میں وفات ہو جائے تو وہ قیامت کے دن امن والا اٹھایا جائے گا،، (اخرجہ البیہقی فی سننہ ۲/۲۴۸، والدارقطنی فی سننہ ۲/۲۸۷، والطیالسی فی مسندہ ۱/۱۲، والطبرانی فی المعجم الصغیر ۲/۲۶۸).

۴۔ بقیع میں جو شخص مدفون ہوا روزِ قیامت وہ آنخضرت ﷺ اور شیخین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اٹھایا جائے گا ، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنخضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جس سے زمین شق (یعنی



پھٹنا) ہوگی وہ میں ہوں گا، پھر ابو بکر، پھر عمر، پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا، تو وہ میرے ساتھ جمع ہوں گے، اس کے بعد میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا، پس میں حرمین کے درمیان سے اٹھوں گا۔ (۱)

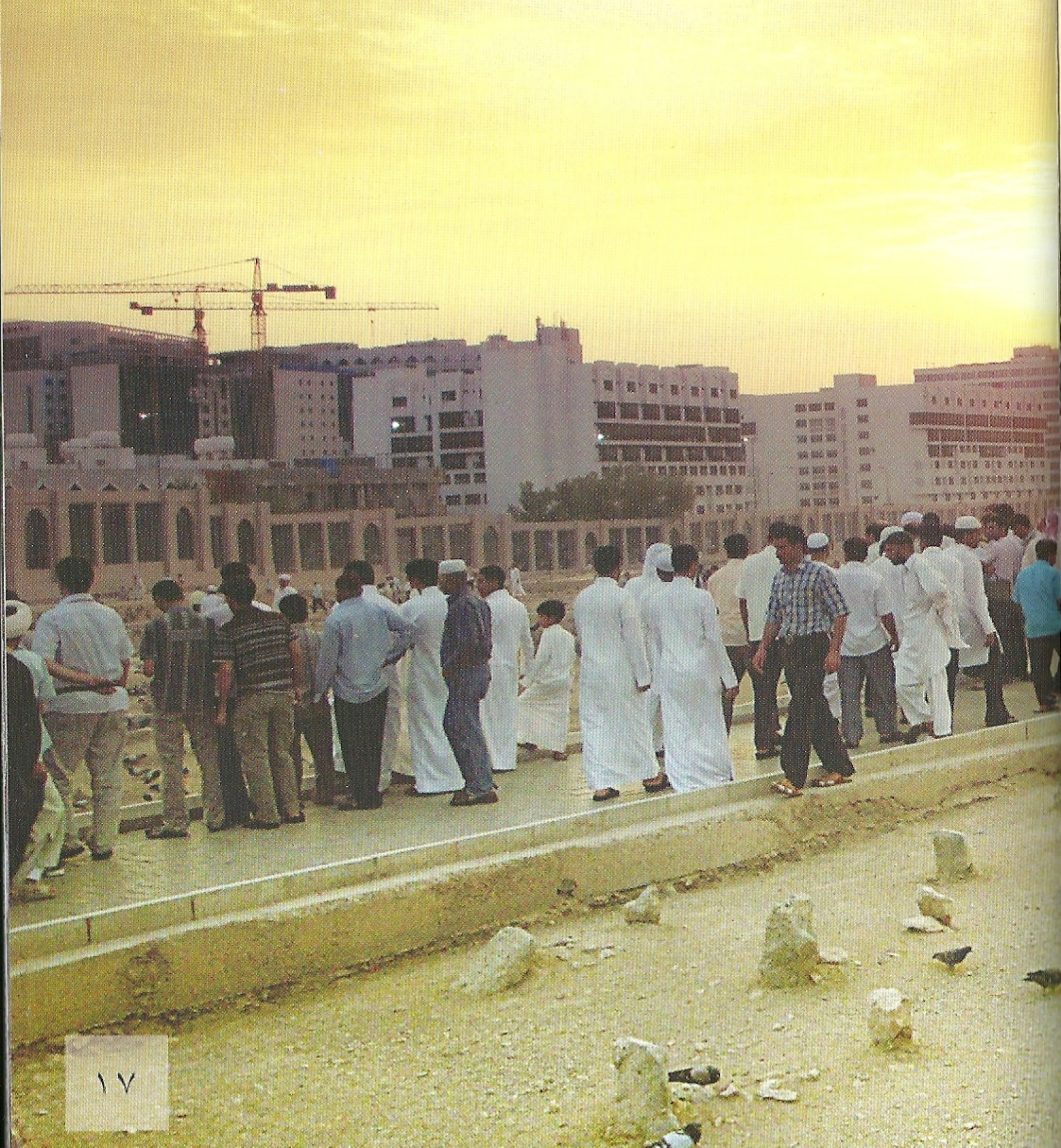
۵۔ بقیع میں جس کی تدفین ہو اس کو دس ہزار صحابہ کرامؓ اور بے شمار تابعین، صالحین، اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کا پڑوس نصیب ہوگا۔

مزید اس بقیع مقبرہ کی فضیلت اس حدیث شریف سے ثابت ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں: کیا تم اس مقبرہ (بقیع غرقد) کو دیکھ رہی ہو؟ اس سے ستر ہزار افراد قیامت کے دن اٹھیں گے، جن کے چہرے چودہویں رات کے مانند چمک رہے ہوں گے، اور یہ لوگ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ (۲)



(١) اخرجه الترمذي في سننه، باب في مناقب عمر ٢٩٤/١٣، وابن حبان في صحيحه ٣١٣/١٥، والحاكم في المستدرك ٤١١/٨.

(٢) اخرجه الحاكم في المستدرك ٢٣٥/١٦، والطبراني في المعجم الكبير ٣٥٥/١٨، والطيالسي في مسنده ٢٢٧/١.



صحابہؓ وتابعینؒ میں سے وہ معروف حضرات جو بقیع میں مدفون ہوئے :

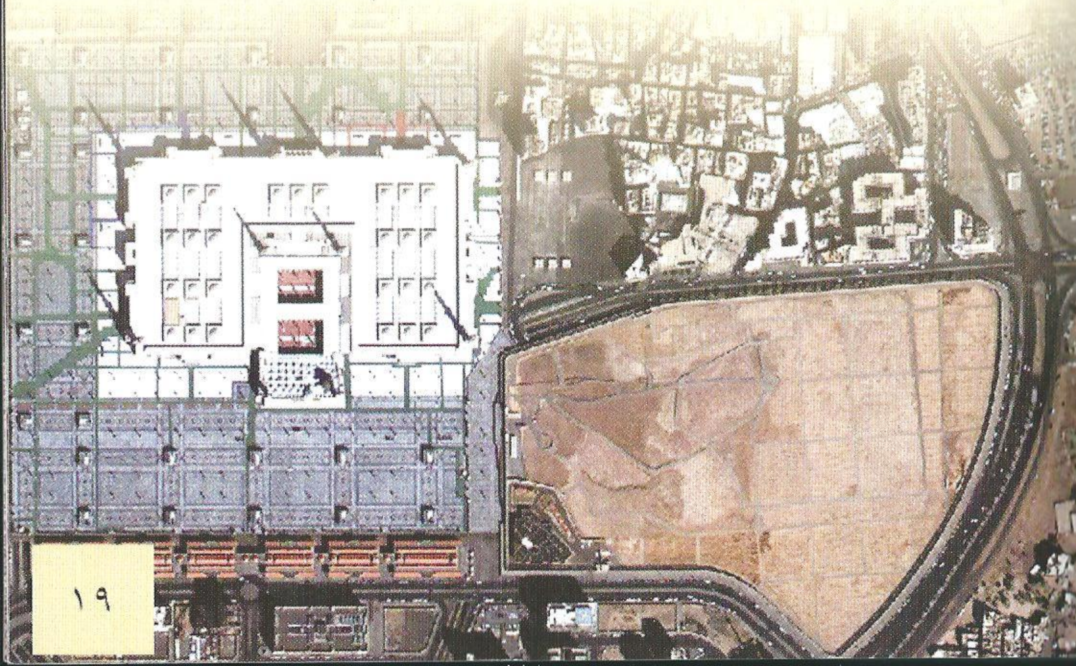
جیسا کہ عرض کیا جاچکا کہ بقیع قبرستان میں صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد دفن ہے، قاضی عیاضؒ نے امام مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس اس غزوہ سے واپس ہوئے، اوراس اس طرح ہزار صحابہ آپ کے ہمراہ تھے، ان ہزاروں میں سے تقریباً دس ہزار کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی، اور بقیہ دنیا کے ملکوں وشہروں میں پھیل گئے۔

(ترتیب المدارک وتقریب المسالک للقاضی عیاض ۱/۱۱)

جومعروف ومشہور حضرات بقیع میں مدفون ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

سعید بن زید بن نفیل قرشی، عبدالرحمٰن بن عوف قرشی، عبداللہ بن سعود ہذلی، عبداللہ بن ابوبکر الصدیق، ابی بن کعب انصاری، اسید بن حضیر، اسامہ بن زید، اوس بن ثابت بن منذر، اوس بن خولی بن عبداللہ انصاری، اسعد بن زرارہ، ارقم بن ابی الارقم، جابر بن عبداللہ، جبار بن صخر انصاری، جبیر بن مطعم قرشی، حارث بن خزیمہ ابوبشر، حکیم بن حزام بن خویلد، حسان بن ثابت، حجاج بن علاط سلمی، حاطب بن ابی بلتعہ لخمی، حویطب بن عبد العزی قرشی، خباب مولی عتبہ، خفاف بن ایمی غفاری، خویلد بن عمرو ابوشریح خزاعی، خوات بن جبیر، ابوعبداللہ، زید بن خالد جہنی، سلمۃ بن سلامہ انصاری، سلمۃ بن الأکوع، سہل بن بیضاء، سہل بن سعد، سہل بن ابی

حتمہ ، سائب بن یزید الکنانی ، سہیل بن بیضاء ، صہیب بن سنان ، صخر بن حرب ابو معاویہ ، عبداللہ بن عبداللہ بن بحینہ ، عبداللہ بن ثابت انصاری ، عبداللہ بن غسیل ابوحنظلۃ ، عبداللہ بن کعب انصاری ، عمرو بن سرح قرشی ، عمرو بن امیۃ ضمری ، عمرو بن حزم بن زید ، عقبۃ بن عمرو ابومسعود بدری ، عقبہ بن مسعود ہذلی ، علقمۃ بن وقاص لیثی ، قیس بن سعد بن عبادۃ انصاری ابوالفضل ، قتادۃ بن النعمان انصاری ابوعمرو ، کعب بن مالک انصاری ابوعبداللہ ، محمد بن مسلمہ انصاری ، محمد بن ابی الجہم ، محمد بن ابی بن کعب ، معاذ بن الحارث انصاری ، مالک بن عمرو بن عتیک ، مالک بن ربیعہ انصاری ، مغیرۃ ثقفی ، معقل بن سنان ، مخرمہ بن نوفل قرشی ، مقداد بن اسود حضرمی ، نوفل بن معاویہ ، ہند بن حارثۃ اسلمی ، ابوشریح کعبی خزاعی ، ابوہریرۃ دوسی ، ابوالیسر انصاری ، ریحانۃ بنت شمعون ، ماریۃ قبطیہ ام ابراہیم ، ام رومان زوجہ ابوبکر صدیق ، ام سلیم بنت ملحان ، سبعیہ بنت الحارث اسلمیۃ رضی اللہ عنہم اجمعین ۔



زمانے کے ماہ وسال گزرنے کے ساتھ ساتھ ان مذکورہ حضرات کی قبروں کے آثار ذہنوں سے نکل گئے، سوائے معدودے چند کے تمام کی قبروں کی کوئی نشانی وعلامت باقی نہیں رہ گئی، جو قبریں ابھی تک پہچانی جاتی ہیں، وہ اہل مدینہ کی نقل در نقل اور نسلاً عن نسلٍ بالتواتر چلی آرہی ہیں، نیز بعض مؤرخین نے بھی اپنی کتابوں میں بعض قبور کی نشاندھی کی ہے جیسا کہ فیروز آبادی نے اپنی کتاب ''مغانم طابۃ'' میں اور سمہودی نے ''وفاء الوفاء'' میں قبروں کی نشاندھی ذکر کی ہیں۔

(دیکھیے مغانم مطابہ ۴۶۶/۱، وفاء الوفاء ۲۶۸/۳)



آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں کی قبریں:

۱۔سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

۳۔سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

مذکورہ بالا تینوں شخصیات کی قبریں بقیع کے مغربی صدر دروازے کے سامنے تقریباً ۳۰ رمیٹر کے فاصلے پر ہیں۔



رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی قبریں:

ا۔سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا (ا)

۲۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (آنحضرت ﷺ کے چچا محترم)

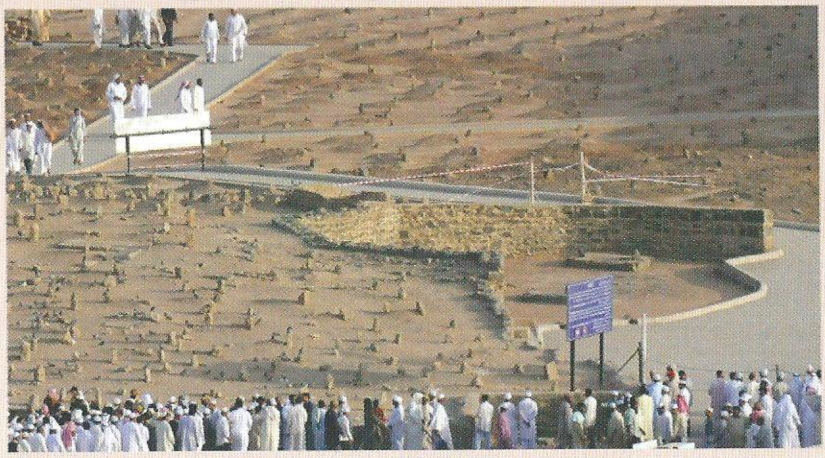
۳۔حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

۴۔حضرت زین العابدین بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم

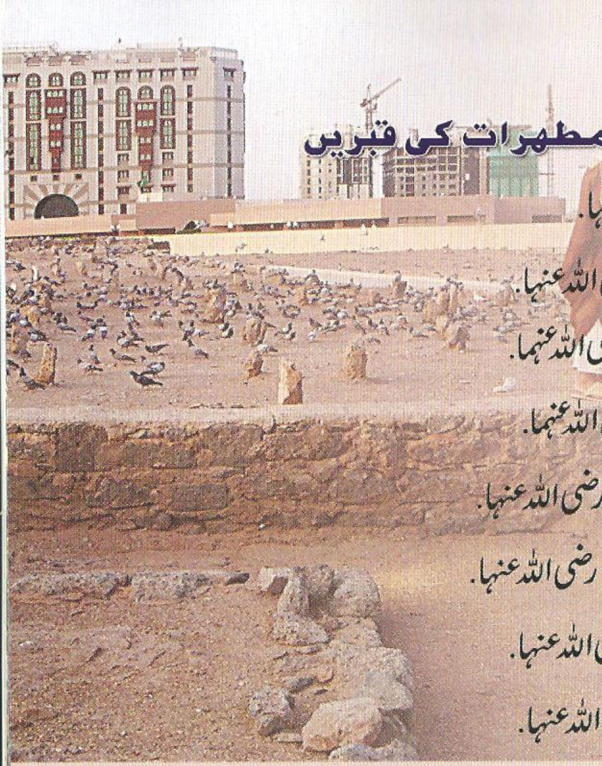
۵۔ محمد الباقر بن زین العابدین رضی اللہ عنہ

٦۔حضرت جعفر الصادق بن محمد الباقر رضی اللہ عنہ

ان مذکورہ حضرات کی قبریں آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں کی قبر پر کھڑے ہونے والے کے داہنی سمت بجانب جنوب تقریباً ۲۵ میٹر پر واقع ہیں۔



(ا): سمہودی نے وفاء الوفاء میں بعض روایات نقل کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے اسی گھر میں مدفون ہوئیں جو مسجد نبوی سے ملحق تھا، اور بعد میں جس کو مسجد نبوی کی توسیع میں شامل کرلیا گیا، ان روایات میں سے ایک روایت یہ ہے: جس کو جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تدفین رات کے وقت اپنے اسی گھر میں عمل میں آئی جس کو بعد میں



آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کی قبریں

۱۔سیدہ عائشہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا.

۲۔سیدہ سودۃ بنت زمعہ العامریۃ رضی اللہ عنہا.

۳۔سیدہ حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما.

۴۔سیدہ زینب بنت خزیمۃ الهلالیۃ رضی اللہ عنہما.

۵۔سیدہ ام سلمۃ بنت ابوامیۃ المخزومیۃ رضی اللہ عنہا.

۶۔سیدہ جویریۃ بنت الحارث المصطلقیۃ رضی اللہ عنہا.

۷۔سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا.

۸۔سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا.

۹۔سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا.

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں کے شمال میں اس طرح پر کہ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوںؓ کی قبر پر کھڑا ہو تو اس کے بائیں سمت تقریباً آٹھ میٹر کے فاصلہ پر اوپر مذکور ازواج مطہرات کی قبریں ہیں۔

مسجد نبوی شریف کی توسیع میں شامل کرلیا گیا، چنانچہ آپؓ کی قبر مسجد کے اس دروازے نزدیک ہے جو اسماء بنت حسین بن عبداللہ کے گھر کے مقابل ہے۔

سمہودی نے اس قسم کی روایت کو ذکر کرنے کے بعد پھر ان روایات کے رد میں علماء کے اقوال ذکر کئے ہیں۔ابن شبہ اس روایت کے متعلق کہتے ہیں: میرا خیال یہ ہے کہ اس روایت میں غلطی ہوئی ہے ،صحیح بات اس کے علاوہ ہے وہ یہ کہ آپ رضی اللہ عنہا کی تدفین بقیع میں عمل میں آئی، جیسا کہ صحیح روایات سے یہ بات ثابت و مسلم ہے، ان روایات میں سے ایک روایت وہ ہے جس کو حافظ ابن عبدالبرؒ نے نقل کیا ہے کہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی تو ان کی تدفین اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں ہوئی۔اس روایت کے نقل کے بعد سمہودی لکھتے ہیں کہ یہی قول زیادہ راجح ہے۔ واللہ تعالی اعلم (دیکھیے: وفاء الوفاء سمہودی ۳/۲۸۰۔۲۸۹).

حضرت عقیل بن ابو طالب رضی الله عنه اور ان کے ساتھ والی کی قبریں

۱۔ حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ عنہ

۲۔ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب ابن عم رسول اللہ ﷺ

یہ قبریں آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی قبروں سے پانچ میٹر بجانب شمال واقع ہیں.

ابن زبالہ نے خالد بن عوسجۃ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ: میں دار عقیل بن ابی طالب کے گھر کے نزدیک کونہ میں ایک رات دعا واستغفار کر رہا تھا کہ جعفر بن محمد عریض کو جاتے ہوئے میرے پاس سے گزرے، ان کے ہمراہ ان کے اہل خانہ بھی تھے، مجھ سے پوچھنے لگے کیا تم اس جگہ کسی خاص نشانی کے مقام پر کھڑے ہوئے ہو ؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگے: یہ وہ جگہ ہے جہاں رات کے وقت آ کر آنحضرت ﷺ اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے(۱)۔

زین مراغی کا قول ہے: کہ اس جگہ دعا کرنا چاہیئے، مجھے کئی لوگوں نے بتایا کہ دعا اس قبر کے نزدیک مستجاب ومقبول ہے۔ (تحقیق النصرۃ ۱۲۶. ووفاء الوفاء ۲۶۷/۳)

(۱) المغانم المطابۃ ۴۶۲/۱. ووفاء الوفاء للسمہودی ۲۶۶/۳)، اس روایت کے بعد ابن زبالہ کہتے ہیں کہ دار عقیل (عقیل رضی اللہ عنہ کا مکان) اسی جگہ پر تھا جہاں ان کی قبر ہے۔ (تحقیق النصرۃ ۱۲۶. ووفاء الوفاء ۲۶۶/۳)۔





حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والی قبروں کا بیان

عقیل بن ابی طالب کی قبر سے مشرق میں ، موجودہ سمنٹ سے بنے راستوں کے ملاپ سے تقریباً دس میٹر کے فاصلہ پر دو قبریں ہیں.

۱۔ حضرت امام مالک بن انس ؒ کی قبر ہے جو امام دار الہجرۃ اور جن سے مالکی مذہب کی نسبت ہے.

۲۔ دوسری قبر حضرت امام نافع بن ابی نعیمؒ کی ہے، یہ امام مالکؒ کے شیوخ میں سے ہیں، نیز ان دس مشہور ائمۃ قراء میں ایک ہیں جن کی قراءات متواتر ہیں، یہ بھی مدینہ منورہ کے قراء کے امام کہلائے.

حضرت عثمان بن مظعونؓ اوران کے ساتھ والی قبریں

امام مالکؒ کی قبر سے بجانب مشرق تقریباً بیس (۲۰) میٹر کی دوری پر درج ذیل قبریں ہیں.

ا۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی قبر، یہ مہاجرین میں سب سے پہلے بقیع میں مدفون ہوئے .

۲ ۔ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کی قبر .

۳ ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی قبر.

۴ ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی قبر .

۵ ۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ کی قبر .

۶۔ حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ کی قبر .

۷۔ حضرت فاطمہؓ بنت اسد یعنی حضرت علیؓ کی والدہ کی قبر (مؤرخین کی راجح قول کے مطابق).(۱)

(۱) یہ حضرت علیؓ کی والدہ ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کی مربیہ، جب ان کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی قمیص اتار کر پہنائی، اوران کی قبر میں آنحضرت ﷺ بنفس نفیس اترے، اوراس میں لیٹے، آپ ﷺ پانچ حضرات کے علاوہ کسی کی قبر میں نہیں اترے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے اندر مکہ میں، حضرت خدیجہؓ کے بیٹے کی قبر میں جو کہ آنحضرت ﷺ کی پروش میں تھے، حضرت عبداللہ مزنی ذی البجادین رضی اللہ عنہ کی قبر میں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی والدہ ام رومان کی قبر میں، اور حضرت فاطمہ بنت اسد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر میں.

(دیکھئے وفاء الوفاء للسمہودی ۳/۲۷۵)



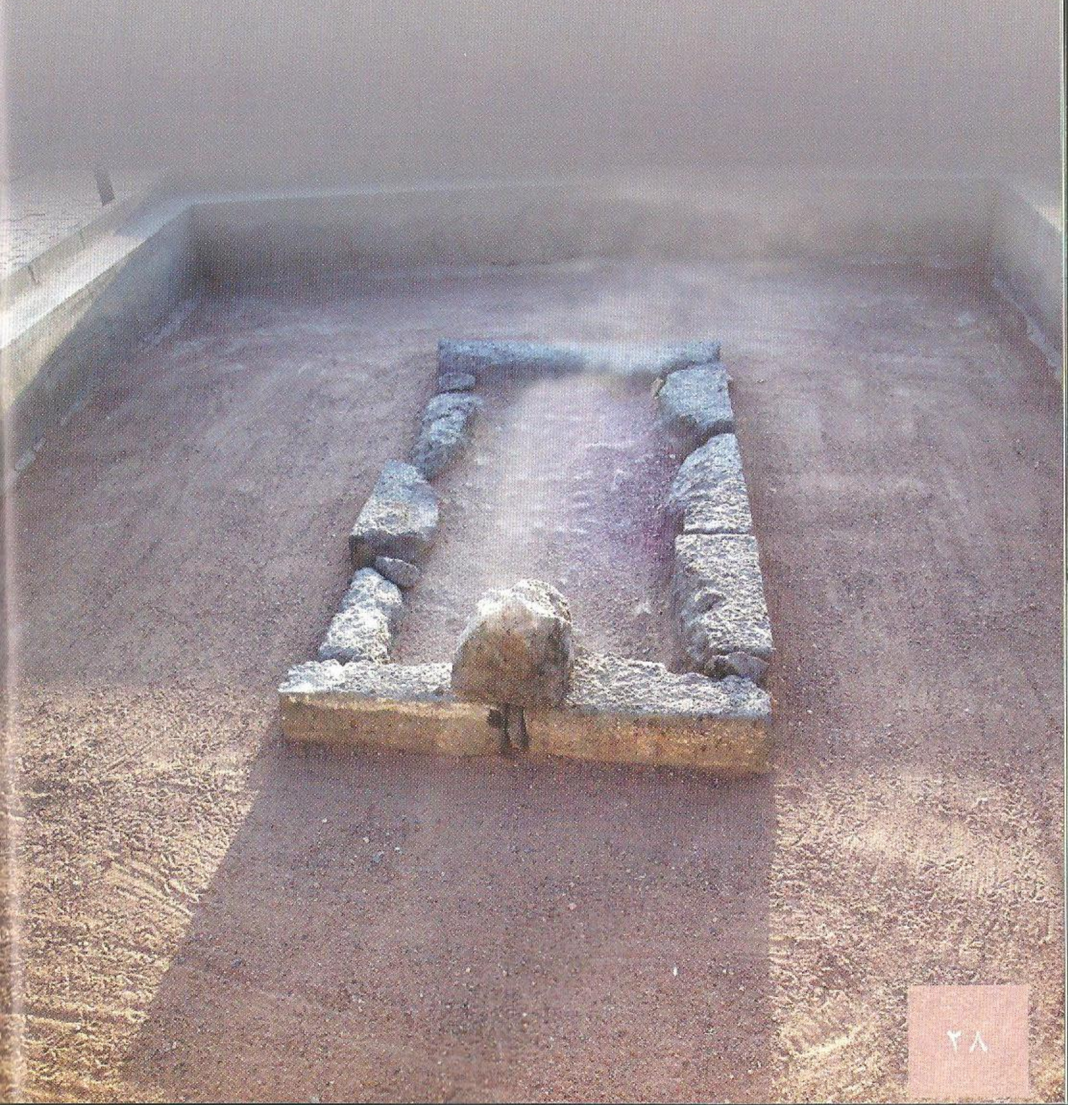
واقعہ حرہ کے شہداء کی قبریں

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر سے تقریباً پچھتر (۷۵) میٹر کی دوری پر وہ جگہ ہے جس کو مدفن شہداء حرۃ کہا جاتا ہے، یہ اُن شہداء صحابہ کرام ؓ کی قبریں ہیں جن کی شہادت یزید بن معاویہؓ کے زمانہ میں ہوئی، ان حضرات نے مدینہ منورہ اور اس کے باشندوں کے دفاع میں اپنی جان کی قربانی دی تھی، یہ ایک مستطیل گھری ہوئی جگہ ہے جس کا پتھر سے احاطہ کیا گیا ہے، سطح زمین سے اس احاطہ کی بلندی ایک میٹر سے متجاوز نہیں، بعض تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ احاطہ مسقّف (چھت دار) تھا جس کی بلندی زمین سے کوئی خاص اُبھری ہوئی نہ تھی.



تیسرے خلیفہ ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر:

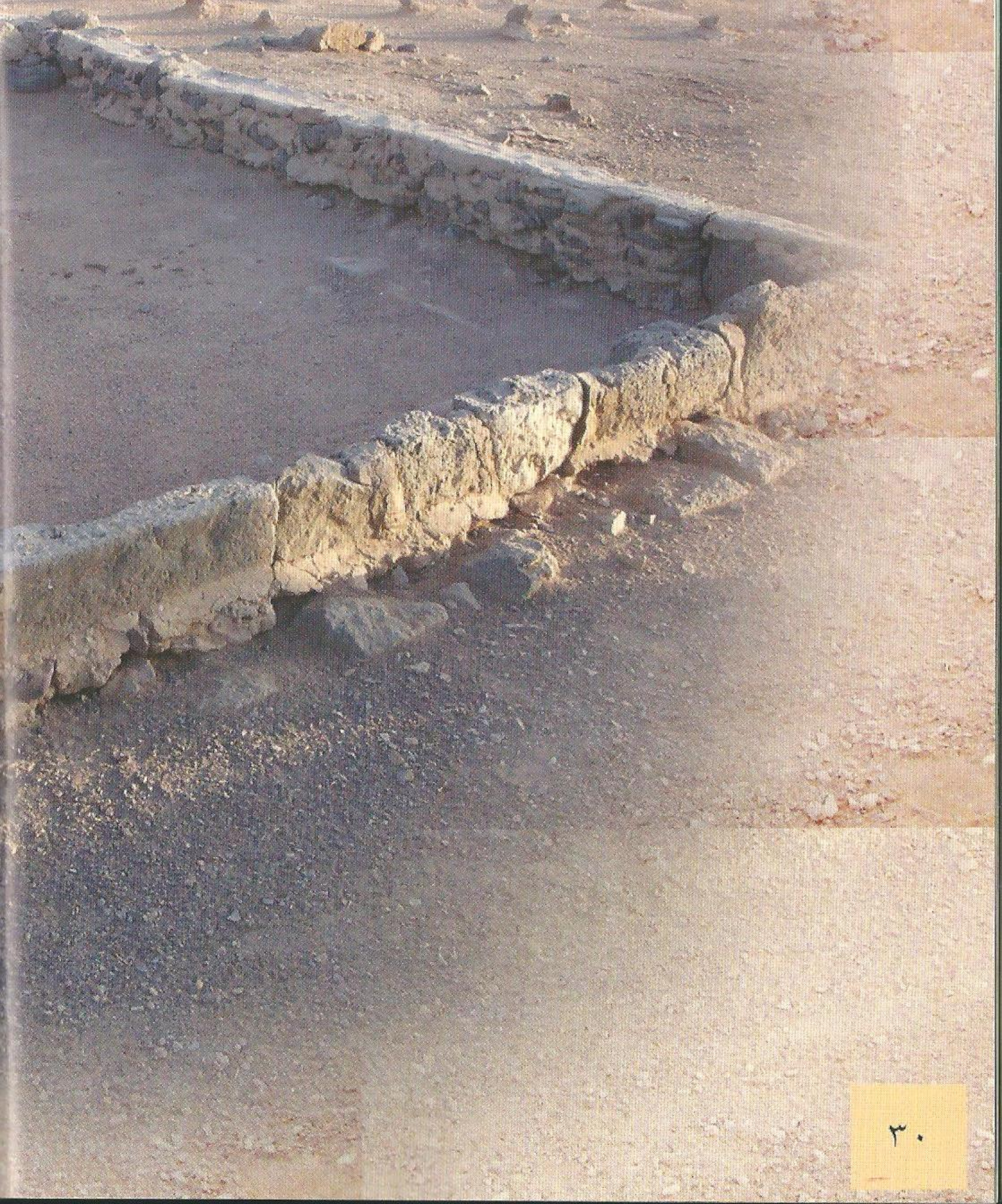
بقیع کے وسط میں شہداء حرۃ کی قبروں سے تقریباً ایک سو پینتیس (۱۳۵) میٹر کی دوری پر بجانب شمال مشرق میں صحابی جلیل خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر ہے، اس قبر کے شمال اور مشرق کی سمت پختہ راستے نکلتے ہیں۔





قبر سعد بن معاذ الاشہلی رضی اللہ عنہ

ان صحابی کی قبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کے شمال میں پچاس (۵۰) میٹر کی دوری پر ہے۔





حضرت ابو سعید اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہما کی قبریں:

ان دونوں حضرات کی قبریں بقیع سے باہر شمال مشرق میں اس راستہ کے کنارے تھیں جو حرہ شرقیہ کو جاتا ہے، ان قبروں کو بقیع کی آخری توسیع جو ۱۳۸۵ھ میں ہوئی تھی بقیع کے اندر شامل کرلیا گیا تھا، یہ قبریں حضرت سعد بن معاذؓ کی قبر کے شمال میں ہیں۔



حضرت اسماعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر

حضرت اسماعیل بن جعفرؒ قبر جنوب مغرب میں بقیع سے خارج تھی، پھر سعودی توسیع میں اس کو اندر داخل کرلیا گیا، قبر کے اوپر موجودہ بقیع کی دیوار آ گئی ہے۔

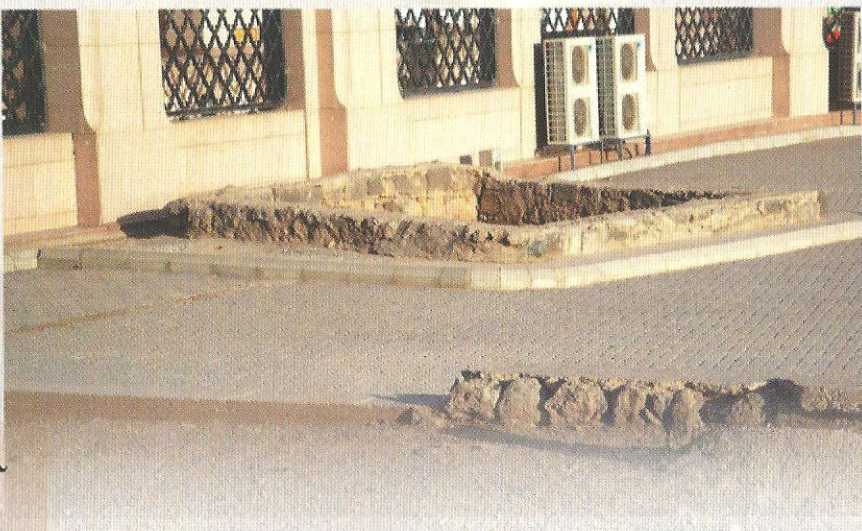
رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیوں کی قبریں

۱۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی قبر

۲۔ حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی قبر

یہ دونوں قبریں بقیع کے شمالی صدر دروازے سے داخل ہونے والے کے بائیں طرف چالیس (۴۰) میٹر کی دوری پر ہے، بقیع کی مغربی دیوار سے یہ دونوں قبریں متصل ہیں۔

اوپر جن قبروں کا تذکرہ آیا ہے، ماضی میں ان پر قبے اور گنبدیں بنادی گئی تھیں، جن پر ان اصحاب قبور کے نام بھی تحریر تھے، پھر جب اس ملک کی باگ ڈور سعودی قیادت کے ہاتھ میں آئی تو انھوں نے شریعت مطہرہ کی روشنی میں اور آں حضرت ﷺ کی سنت کے اتباع میں ان قبوں اور گنبدوں کو منہدم کرادیا۔

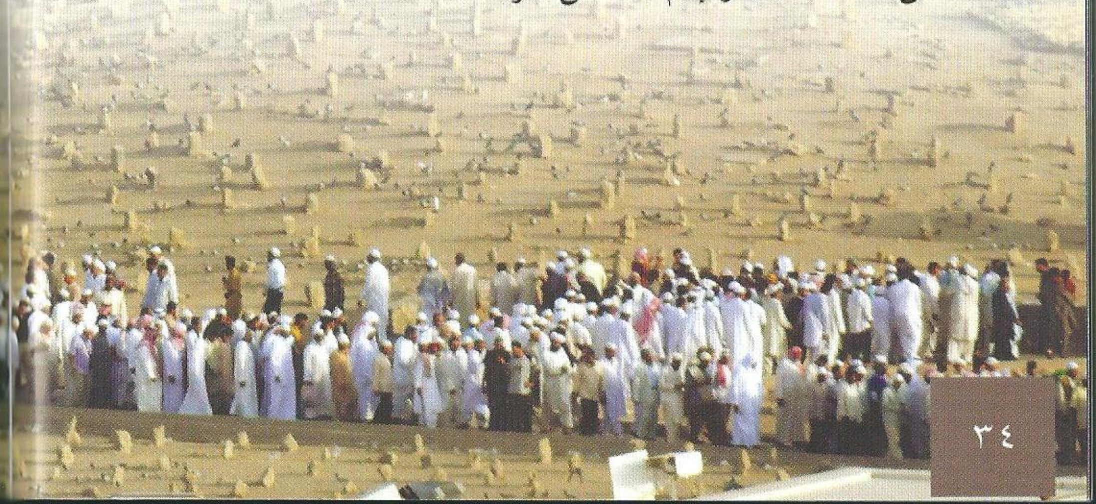


بقیع قبرستان کی زیارت کی مشروعیت:

بقیع کی زیارت کی مشروعیت عام قبروں کی زیارت کی مشروعیت کے ذیل میں بھی آتی ہے، کہ قبروں کی زیارت کرنا آخرت کی یاددھانی کراتی ہے، دلوں کونرم کرتی، اورآنکھوں کواشکبار کرتی ہے، جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا: **الا إنی کنت نهیتکم عن ثلاث ثم بدا لی فیهن ، نهیتکم عن زیارة القبور ثم بدا لی انها ترق القلب وتدمع العین وتذکر الآخرة فزوروها ولا تقولوا هجراً.**(۱)

''سمجھ لومیں نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھااب ان چیزوں میں میری یہ رائے ہے، میں نے قبروں کی زیارت سے روکا تھا، پھر مجھے ظاہر ہوا کہ یہ (یعنی قبروں کی زیارت) دلوں کونرم کرتی ہے اور(قبروں کودیکھ کر) آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں، آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے ،چنانچہ قبروں کی زیارت کیا کرو (نیز) فحش بات نہ کہا کرو ''.

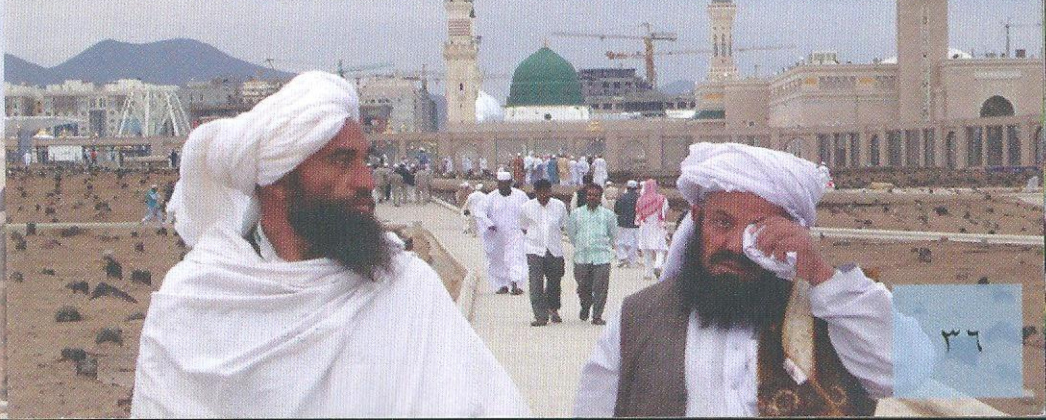
(۱)رواه الإمام احمد فی مسنده ۲۸/۳۶۸، ابو داود فی سننه ۹/۲۶۴، والنسائی فی سننه ۷/۲۶۹، والإمام مالک فی الموطا ۲/۴۸۵ .



اس پر مستزاد یہ کہ بقیع قبرستان کی زیارت کی افضلیت واستحباب آنحضرت ﷺ کی اقتدا و پیروی میں اور زیادہ مؤکد ہو جاتی ہے، اس لئے کہ آں حضرت ﷺ اکثر و بیشتر رات اور دن کے اوقات میں بقیع کی زیارت کر کے مرحومین کے لئے دعا واستغفار فرمایا کرتے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہیں کہ: آنحضرت ﷺ میری باری پر تشریف لائے، آپ ﷺ نے چادر اتار کر رکھی، جوتے نکالے، اور ان دونوں چیزوں کو اپنے پیروں کے پاس رکھ کر اپنے بستر پر لیٹ گئے، میں بھی کچھ ہی دیر میں سو گئی، آپ ﷺ نے آہستہ سے اپنی چادر لی، اور چپکے سے جوتے پہنے، دروازہ کھولا اور باہر نکل گئے، میں بھی (نیند سے بیدار ہو کر) اٹھی اور زرہ کو سر پر رکھ کر خوب پردہ کر کے آپ ﷺ کے پیچھے چلدی، آپ ﷺ بقیع قبرستان تشریف لائے، اور کھڑے ہو گئے اور بہت دیر تک کھڑے (دعا کرتے) رہے، پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ (دعا کے لئے) ہاتھ اٹھائے، پھر واپس ہوئے، میں بھی واپس ہوگئی، آپ ﷺ نے تیز چلنا شروع کر دیا میں نے بھی تیز تیز چلنا شروع کیا،، پھر آپ ﷺ نے دوڑنا شروع کیا میں نے بھی دوڑنا شروع کر دیا یہاں تک آپ ﷺ گھر پہنچ گئے، مگر میں آں حضرت ﷺ سے پہلے ہی گھر پہنچ گئی اور اندر داخل ہوگئی، جیسے ہی میں لیٹی آپ ﷺ فوراً داخل ہو گئے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ ! تمہیں کیا ہوا ؟ میں نے کہا کچھ نہیں. آپ ﷺ نے فرمایا: یا تو مجھے بتا دو یا پھر مجھے لطیف



وخبیر (یعنی اللہ تعالیٰ) بتادے گا، کہتی ہیں میں نے کہا: یارسول اللہ ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہو، واقعہ ایسا ایسا ہوا (یعنی حضرت عائشہ ؓ نے آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے جانے کی ساری تفصیل بتادی) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اپنے سامنے جو کالا پرچھایا دیکھا وہ تم ہی تھیں؟ میں نے کہا، جی ہاں، آپ ﷺ نے میرے سینے میں مار کر فرمایا: تم اللہ اور اس کے سلسلہ میں یہ بدگمانی کیوں کرتی ہو کہ وہ تم پر ظلم کریں گے؟ فرماتی ہیں، لوگ خواہ کچھ بھی چھپائیں اللہ تعالیٰ تو ظاہر فرمادیتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل میرے پاس آئے تھے اور مجھے پکارا، اور تم سے رازداری فرمائی، اس لئے میں نے ان کی آواز پر لبیک کہی اور میں نے بھی رازداری رکھی، اور جبریل تمہارے گھر ایسی حالت میں کیسے آتے کہ تم لیٹ چکی تھیں، میں نے یہ خیال کیا کہ تم سو چکی ہو، اور تمہیں اٹھانا بھی مناسب نہ سمجھا، اور تمہیں بتا کر جانا مناسب بھی نہ سمجھا کہ پھر تم اکیلی وحشت محسوس کروگی، بات یہ تھی کہ تمہارے رب نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں اہل بقیع کے پاس جاؤں اور ان کے لئے دعاء مغفرت کروں، حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں میں نے پوچھا یارسول اللہ ! میں کس طرح ان (اہل بقیع) کے لئے دعا



کروں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح کہو :

السلام علی اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم الله المتقدمین والمستأخرین ، وإنا إن شاء الله بکم لاحقون. (١)

ترجمہ: اہل ایمان واسلام تم پر سلامتی ہو، اللہ پہلے اور پچھلوں پر رحم فرمائے، اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں.

تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے آئے اس کے لئے مسنون ہے کہ وہ بقیع قبرستان کی زیارت کرے، مرحومین کو سلام کرے اور ان کے لئے دعاء مغفرت کرے جیسا کہ آنخضرت ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے، آپ ﷺ کے ارشاد ہے ''مجھے اس کا حکم دیا گیا کہ میں ان (اہل بقیع) کے لئے دعا کروں۔ (٢)

اللہ تعالی ہر مسلمان کا خاتمہ ایمان پر فرمائے، اور ہمیں بھی اہل مدینہ میں شمار فرما کر بقیع کی مٹی نصیب فرمائے آمین، قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

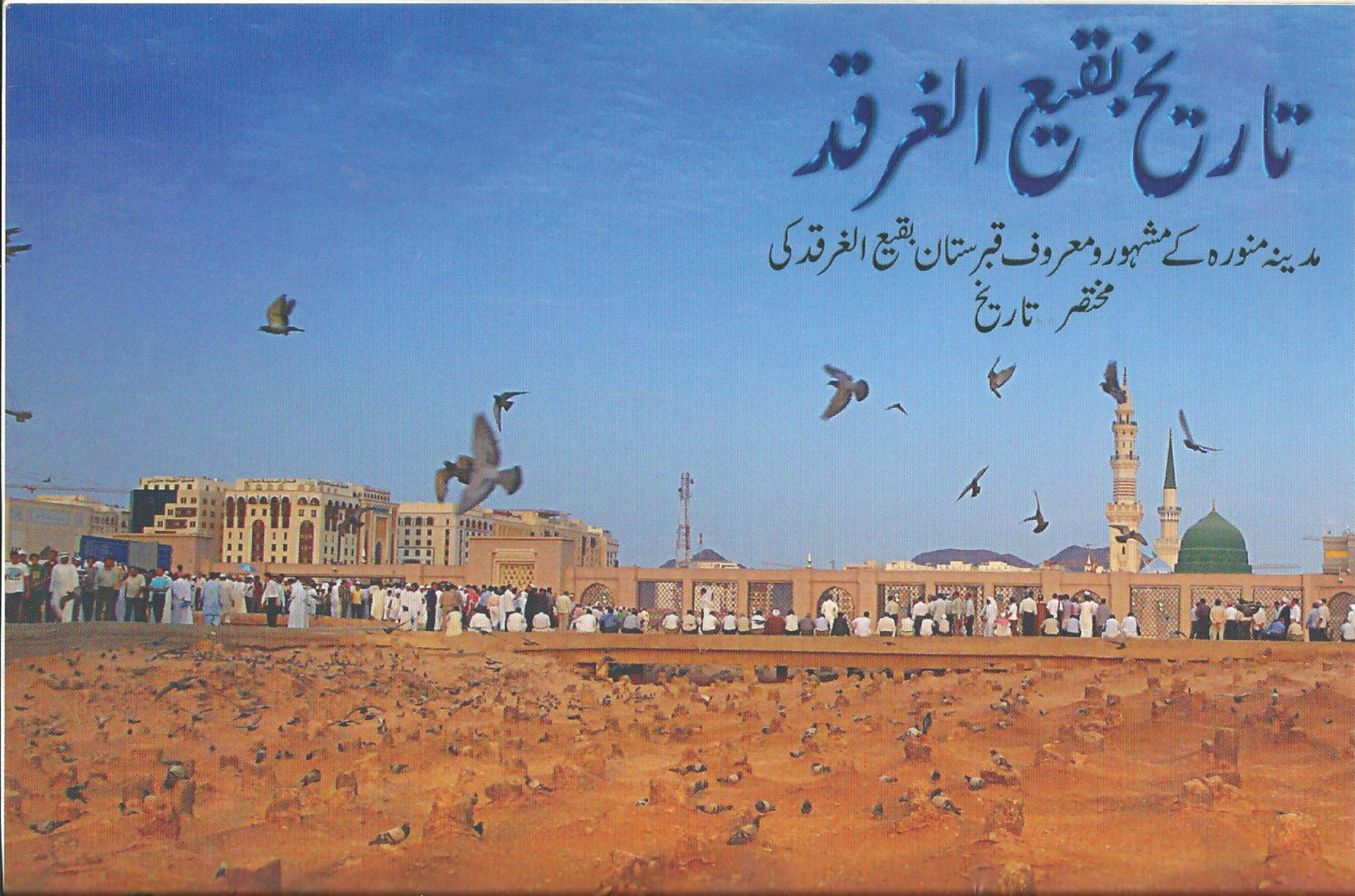
وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

اللهم ارزقنا شهادة فی سبیلک والموت فی بلد رسول . آمین

(١) اخرجه مسلم ، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها ٣/ ٦٤ ، والنسائی ٤/ ٣٩٦، والترمذی فی سننه ٣/ ٢٥٩.

(٢) اخرجه الإمام احمد فی مسنده ٦/ ٢٥٢، واسحاق بن راهویه فی مسنده ٢/ ٣٩٦.





تاریخ بقیع الغرقد
مدینہ منورہ کے مشہور و معروف قبرستان بقیع الغرقد کی
مختصر تاریخ